© rasailojaraid.com

قسط نمبر ۱۹

ہندو تہذیب اور مسلمان

از جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دلی

محمد شاہ بادشاہ کے دربار سے وابستہ نجومیوں میں مشیر خاں، منجم خاں اور مرزا محسن تاریخ نویس کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں[۱] احمد شاہ بادشاہ نے نجومیوں کو جاگیریں عطا کی تھیں۔ پنڈت رائے عرف نین سکھ کے اولاد کے نام ایک فرمان جاری ہوا تھا جس کی رو سے انہیں اپنے والد کی جاگیر بطور حقِ وراثت عطا کی گئی تھی۔

"کرور لک ہشتاد ہزار درہم از پرگنہ ملانواہ سرکار لکھنؤ صوبہ اودھ کہ ۱۷۷۶ روپیہ وکسرے حاصل آنست وبنا بر وطن بجاگیر پنڈت رائے عرف نین سکھ منجم تنخواہ بود در وجہِ انعام فرزندان و متعلقان منجم مذکورہ بطریق التمغا بلاقید آسامی وقسمت .... نسلاً بعد نسلاً خالداً و مخلداً تبرعت آنہا بازگزارند"[۲]

دہلی کے مشہور بازار چاندنی چوک میں نجومیوں کی ٹولیاں اپنی دکانیں سجائے بیٹھی رہتی تھیں۔

۱؎ تاریخ شاکر خانی (قلمی) ص ۱۱۲ الف

۲؎ فرامین سلاطین (مرتبہ بشیر الدین احمد دہلوی) ص ۱۵۸ تا ۱۶۰

مشیر خاں منجم کے کہنے پر احمد شاہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے مقابلہ کرنے میں توقف سے کام لیا۔ تاریخ احمد شاہی (قلمی) ص ۴۴ الف ۴۵ الف نیز سیر المتاخرین (ر۔ت) ۲/ص ۱۱۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درگاہ قلی خاں چشم دید منظر ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"آگے بڑھئے تو آپ کو رمّالوں، نجومیوں اور جوتشیوں کی جماعت کا جال بچھا ہوا نظر آئے گا۔ جن کے پھندے سے نکل جانا مشکل بات ہے۔ یہاں خلقت اپنی تقدیر کے نوشتے کو معلوم کرنے کے لئے بیٹھی ہے۔ کوئی ہے جو خوش آئند واقعات سن کر مسرور ہو رہا ہے۔ اور کوئی ہے جو آئندہ کی پریشانیوں کو سن کر متفکر ہے۔ نجومیوں کی آمدنی اس بازار میں بہت کافی ہوتی ہے۔ [1]

میر حسن دہلوی نے اپنی منظوم مثنوی سحر البیان میں ایک بادشاہ کا حال بیان کیا ہے۔ جو لاولد تھا جب اس نے ہر جتن کر لئے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہوئی تو اس نے بیحد مایوسی کے عالم میں تخت و تاج کو خیرباد کہنے کا ارادہ کر لیا۔ جب اس بات کا علم اس کے وزراء کو ہوا تو انہوں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ مایوس نہ ہوں اور ہم نجومیوں کو بلا کر اس سلسلے میں دریافت کرتے ہیں۔ ان نجومیوں اور رمّالوں نے بادشاہ کے ہاں اولاد نرینہ ہونے ہونے کی بشارت دی۔ میر حسن دہلوی کا بیان ملاحظہ ہو۔

بلاتے ہیں ہم اہل تنجیم کو ۔۔۔ نصیبوں کو اپنے ذرا دیکھ لو
تسلی تو دی شاہ کو اس نمط ۔۔۔ ولے اہل تنجیم کو بھیجے خط
نجومی و رمّال اور برہمن ۔۔۔ غرض یاد تھا جن کو اس ڈب کا فن

جب یہ لوگ دربار میں حاضر ہوئے تو بادشاہ نے ان سے کہا۔

نکالو ذرا اپنی اپنی کتاب ۔۔۔ مرا ہے سوال اس کا لکھو جواب
نصیبوں میں دیکھو تو میرے کہیں ۔۔۔ کسی سے بھی اولاد ہے یا نہیں
یہ سن کر وہ رمّال طالع شناس ۔۔۔ لگے کھینچنے زائچے بے قیاس

---

[1] مرقع دہلی ص ۱۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دھری تختی آگے لیا ترعہ ہاتھ لگا دھیان اولاد کا اس کے ساتھ
جو پھینکیں تو شکلس کئی بیٹھیں مل کئی شکل سے دل گیا اُن کا کھل
جماعت نے رمّال کی عرض کی کہ ہے گھر میں امید کی کچھ خوشی[۱]

میدانِ جنگ کے لئے روانگی سے پہلے نجومیوں کو طلب کیا جاتا تھا۔ اور ان کی بتائی ہوئی مبارک گھڑی میں کوچ کا نقارہ بجتا تھا۔ تخت نشینی کو سال بہادر شاہ نے راجپوتوں کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا اس نے ۱۷ شعبان ۱۱۱۹ھ کو نجومیوں کی ہدایت کے مطابق اس مہم کے لئے قدم اٹھایا۔ اور درباری نجومیوں کے مشورہ کے مطابق اس نے خیرات تقسیم کی[۲]

اسی طرح سرفراز خاں (والیٔ بنگال) نے اپنے درباری نجومیوں کے مشورہ پر ایک مبارک گھڑی میں اپنے دشمنوں سے مقابلہ کیا۔[۳] حیدر بیگ[۴] نجومیوں کا بڑا معتقد تھا۔ ان کے مشورہ کے مطابق بے حد خیرات کیا کرتا تھا۔ اور اس موقع پر لوٹ لاٹ میں لوگوں کا ہاتھ پیر زخمی اور مجروح ہو جاتے تھے۔ بعض مرتبہ وہ لوگ حیدر بیگ کو چاندی، تانبا اور کپڑوں میں تولا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی تانبا غربا میں تقسیم کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ مزید براں جب کبھی اس کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا تھا تو اس موقع پر بھی وہ ایسی ہی باتیں کرتا تھا۔[۵] محمد فرخ سیر جب پٹنہ پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ کیوں کہ کئی نجومیوں اور بالخصوص محمد رفیع نامی حکیم نے جو "از علم تنجیم بہرہ دافر داشت" اسے یہ مژدہ سنایا تھا کہ وہ ہندوستان کے تخت پر جلوہ افروز ہوگا۔[۶]

---

[۱] مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۷۔۲۰ [۲] اردون لیٹر مغلس (انگریزی) ۱/ص ۴۶، نیز ۱۳۶۔۱۳۷
[۳] FRANCIS GALDWIN: NAVRAFINE IN THE TRN SAETION OF BENGAL (1788) N.162
[۴] نواب آصف الدولہ کا درباری امیر۔ [۵] ابو طالب، تاریخ آصف الدولہ (انگریزی ترجمہ) ص ۷۹۔۸۰ [۶] خافی خاں ۲/ص ۷۰۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میر قاسم (والیٔ بنگال) بھی ان پر پورا اعتقاد رکھتا تھا۔ اور ایک بار معزول ہونے کے بعد نجومیوں کی بشارت کے مطابق تمام عمر دوبارہ مسند حاصل کرنے کا انتظار کرتا رہا۔ [۱]

مردوں کے علاوہ عورتیں بھی اس فن میں مہارتِ کلی رکھتی تھیں اور شمالی ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں موجود تھیں۔ جوان عاشق مزاج ان سے دریافت کرتے تھے کہ ان کو اپنی محبوبہ مل جائے گی یا نہیں۔ [۲]

اٹھارہویں صدی میں بہت سے لوگوں کو اس فن میں دستگاہ حاصل تھی۔ مثلاً محمد شاکر ناجی [۳]، قلندر بخش جرأت (در علم نجوم ہندیان ... مہارتے دارد) [۴] مرزا فدائی حسین خاں فدا [۵] اور حکیم محمد مومن خاں مومن۔ نجوم میں ان کو وہ مہارت حاصل تھی کہ بڑے بڑے منجم ان کا منہ دیکھا کرتے تھے [۶] ایسے سینکڑوں ناموں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

فال دیکھنے کا عام رواج تھا۔ اورنگ زیب بھی اس پر عقیدہ رکھتا تھا۔ اور دیوان حافظ سے فال دیکھا کرتا تھا۔ [۷]

شاہ عالم ثانی نے ایک موقع پر یہ کہاوت بیان کی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس عہد میں

۱؎ POLIR: SHAH ALAM II AND HIS COURT. P. 102—103

۲؎ JAMES FORBES QRIENPAL HEWOIRS (1734) r, P. 261 سر 262—264

۳؎ تذکرہ شعرائے اردو (میر حسن دہلوی) ص ۱۲۳

۴؎ تذکرہ ہندی (مصحفی) ص ۶۳

۵؎ ایضاً ص ۱۷۲

۶؎ مختصر تاریخ ادب اردو (از سید اعجاز حسین اعجاز) الہ آباد ۱۹۳۵ء ص ۱۱۸

۷؎ منوچی جلد دوم۔ ص ۱۴۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعالوں کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اور ان کی آمدنی بہت تھی۔ اس نے کہا
"نقل مشہور است کہ آنچہ بود دزد برد و آنچہ از دزد باقی ماند، رمّال گرفت" لہ

سحر افسوں پر اعتقاد

سحر اور افسوں گری کے فن کی ابتدا کب اور کس ملک میں ہوئی۔ اس موضوع پر بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ لیکن اتنا جان لینا کافی ہوگا کہ اسلام سے ماقبل وما بعد ایشیائی ممالک میں بالعموم اور ہندوستان میں بالخصوص جادوگری کا عام رواج پایا جاتا تھا۔ سلطان علاء الدین خلجی ہندوستان کا پہلا مسلم سلطان تھا جس نے جادوگری کے فن کے قلع قمع کرنے کے لئے" اقدام کیا۔ بہ قول امیر خسروؔ سلطان نے "سحرۂ خون آشام" کو گردن تک زمین دوز کرواکر سنگسار کروا دیا تھا۔ جادوگروں کا یہ گروہ بچوں کو زندہ کھا جاتا تھا۔ ٢ه

اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ان مسلمانوں نے جو ہندی الاصل تھے۔ اور اس فن میں مہارت رکھتے تھے۔ اس فن سے کنارہ کشی اختیار نہیں کی۔ اور اس پر عمل کرتے رہے۔ باہر سے آئے ہوئے مسلمانوں نے بھی رفتہ رفتہ اس فن میں دسترس کرلی اس کا بُرا نتیجہ یہ ہوا کہ عام مسلمان جادوگری پر اعتقاد رکھنے لگے۔ کیوں کہ قرون وسطیٰ میں افسوں گری کے کچھ ایسے واقعات منظرِ عام پر آئے کہ جاہل عوام ان سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکے۔ ٣ه

لہ روزنامچہ شاہ عالم (قلمی) جلد اول ص ۱۱۸ ب

٢ه خزائن الفتوح۔ ص ۲۰

٣ه منوچی کا بیان ہے " میں وضاحت اور تفصیل سے بیان نہیں کرسکتا کہ کس حد تک ہندوستان کے ہندو اور مسلمان جادوگری کے عامل ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ وہ لوگ ایک ایسے آدمی کے پیٹ میں مرغ کی بانگ کرا دیتے ہیں جس نے مرغ کھایا تھا۔ تو کوئی بھی اس بات پر یقین نہیں کرے گا۔ پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ میں نے بارہا پیٹ میں مرغ کو بانگ دیتے ہوئے سنا ہے۔

(باقی حاشیہ صہ ۵۶ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہارستان غیبی کے مصنف (مرزا ناتھن) نے ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ جب میر شمس نے جو فنِ سحرگری میں کمالیت کا مرتبہ رکھتا تھا اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے شاہ کمال پر افسوں گری شروع کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ کمال کے منہ سے خون بہنے لگا اور اسی ہفتے اس کا انتقال ہو گیا۔ بعدازیں میر شمس نے مرزا ناتھن کو اپنا شکار بنانا چاہا، بدیں وجہ مرزا ناتھن سخت اذیت میں مبتلا ہو گیا۔ اس زبوں حالی میں اس نے ڈھاکہ کے ایک درویش میاں عقیل محمد کو اس بارے میں لکھا۔ انہوں نے ڈھاکہ سے مرزا ناتھن کی صحت کی دعا کی۔ اور انہوں نے میر شمس پر جادو کیا۔ آخر میں مرزا ناتھن صحت یاب ہوا اور میر شمس موت کے منہ میں چلا گیا۔ [۱]

محمد فرخ سیر بادشاہ کے دور میں تقی نامی بھگتیہ سحر سامری [۲] کا ایک کہنہ مشق اور کامل جادوگر تھا۔ شیوداس لکھنوی اس کے متعلق لکھتا ہے۔

"تقی نام بھگتیہ در علم موسیقی و فنون رقاصی و جادوگری و سحر سامری بکار بندہ، دلِ شاہ و حاضرین مجلس را غارت نمودہ نقدی نمایاں بطریق انعام بدست آوردہ درباب رفاہِ ساکنان محلہ خود معروض داشتہ [۳]

محمد امین خاں [۴] (وزیر محمد شاہ بادشاہ) کا انتقال جادو کے اثر سے ہوا تھا۔ طباطبائی نے

بقیہ حاشیہ صد ۵۵ : اس طرح کی مثالیں مجھے بارہا سنائی گئی ہیں۔" جلد دوم ص ۱۳۴

پھر وہ لکھتا ہے کہ مسلمان جادو کے اثر سے مگر مچھ کو مسحور کر لیتے ہیں۔ اور بڑی آسانی سے اس کو مار لیتے ہیں۔ جلد دوم ص ۹۴

---

[۱] بہارستان غیبی (انگریزی) جلد دوم ص ۶۷۱ - ۶۷۲

[۲] نام ایک شخص کا جو سامرہ نامی مقام کا باشندہ تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو گئوسالہ بنا کر گمراہ کیا تھا۔

[۳] تاریخ فرخ سیر بادشاہ (قلمی) ص ۲۶۶

[۴] برائے سوانحی ملاحظہ ہو ماثر الامرا (فارسی) جلد اول ص ۳۴۶ - ۳۵۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔ نمود و انمود[1] نے اپنی شعبدہ بازیوں اور سحر کاریوں سے اتنی مقبولیت حاصل کر لی تھی کہ محمد فرخ سیر بادشاہ تک ایک عقیدت مند سائل کیطرح اس کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کا لوگوں پر اور زیادہ اثر غالب آ گیا اور اس سبب سے اپنے مقاصد کی برآری میں اسے بڑی تقویت ملی۔ جب محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں محمد امین خان نے پایۂ وزارت حاصل کیا تو اس نے اس ملعون کو قید اور قتل کرنے کا حکم جاری کیا۔ جب سرکاری سپاہی نمود و انمود کے تکیہ میں پہنچے تو اس خبر سے وہ حیران اور متفکر ہو گیا۔ مگر صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کا نام دید تھا مع چند نان کے جو جو اور گندم کی پکی ہوئی تھیں۔ باہر بھیجا اور پیغام دیا "آپ لوگوں نے تکلیف کی ہے۔ لہٰذا کچھ تناول فرمائیے۔ فقیر بھی ابھی آتا ہے۔" ابھی وزیر کے بھیجے ہوئے سپاہی نمود و انمود کے دروازے پر ہی تھے کہ انہوں نے یہ خبر سنی کہ وزیر کی حالت نازک ہو گئی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ الٹے پاؤں وزیر کے دروازے پر آئے۔ جب وزیر کو بے ہوشی سے کچھ افاقہ

---

[1] نام محمد حسین اور وطن مشہد تھا۔ جس زمانے میں عمدۃ الملک امیر خاں کابل کا گورنر تھا۔ محمد حسین اپنے وطن سے کابل آیا۔ اور عمدۃ الملک کی سرپرستی حاصل کی۔ اور اس نے اپنی متبنیٰ لڑکی کا اس سے عقد کر دیا۔ لہٰذا اس نسبت کی وجہ سے شاہی خوشبو خانہ کی داروغگی کے عہدہ پر اسے مامور کیا گیا۔ عمدۃ الملک کی وفات کے بعد محمد حسین لاہور وارد ہوا اور وہاں اس نے اورنگ زیب کی رحلت کی خبر سنی۔ جو مال و اسباب پشاور سے اپنے ساتھ لایا تھا، اس کو ساٹھ ستر ہزار میں فروخت کر کے فقیری کا لباس زیب تن کیا۔ اور مکر و فریب کے ذریعہ اپنا اقتدار بڑھانے لگا۔ ملاحظہ ہو۔ سیر المتاخرین۔ (ا۔ ت) ج ۲/ص ۷۰۔ ۷۱ برائے اولاد ایضاً۔ ج ۲/ص ۷۳۔ ۷۴

آخر میں اس کی اولاد مرشد آباد چلی گئی۔ اور عبد القادر خانی نے 'دید فر' نامی کا ذکر کیا ہے۔
علم و عمل (وقائع عبد القادر خانی) جلد اول۔ ص ۱۵۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوا تو اس نے حکم کی تعمیل کا حکم صادر کیا۔ مگر ابھی اس کو موت سے مفر نہ تھا۔ وزیر کے لڑکے نے نمود و انمود کی خدمت میں نذر بھیجی اور تعویز کی استدعا کی۔ اس نے جواب دیا۔ "تیر از شست جستہ و آب از جوی رفتہ باز نمی آید" آخر میں محمد امین خاں نے اس جادو کے اثر سے رحلت فرمائی۔ ؎۱

مرزا مظہر جان جاناں نے خاص طور پر عورتوں میں افسوں گری کے عقائد کے قلع قمع کرنے کی بے حد کوشش کی۔ اور ان کو بیعت کرنے کی دیگر شرطوں کے علاوہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ سحر و افسوں گری پر عقیدہ نہ رکھیں گی۔ ؎۲

انیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں اہلیہ میر حسن علی نے لکھا تھا:

"مجھے مشکل سے کوئی شخص ایسا ملا ہوگا۔ جو اس بات کا عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ افسوں اور وسائل خبیثہ کسی نہ کسی کے قبضے میں ہیں۔ اکثر اپنے پڑوسیوں پر اس کی مشق کی جاتی تھی"۔ ؎۳

دیوالی کے تہوار کے زمانے میں عام طور پر جادو اور ٹونے ٹوٹکوں پر عمل کیا جاتا تھا۔ بقول مرزا قتیل اس زمانے میں لیمو بھی بچوں کے گلے میں ڈالتے تھے۔ یہ عمل اس وجہ سے کیا جاتا تھا کہ ان دنوں اور راتوں کو اکثر جادوگر اپنے دشمنوں کے لئے جادو ٹونا کرتے تھے۔ اور مختلف قسم کی چیزیں مثلاً "کیڑا یا مسور کی دال، نیدہ اور زرد چوب یا اسی قبیل کی کچھ چیزیں یا آٹے کا ایک پتلا بناتے تھے۔ جسے بزعم خود اپنا دشمن تصور کرتے تھے۔ پھر اسے رات کی تاریکی میں کسی گلی کے کونے میں یا سر بازار گاڑ دیتے تھے۔ تاکہ دشمن وہاں سے گزرے تو بلا میں مبتلا ہو جائے۔ یا کسی مرض میں

؎۱ سیر المتاخرین (ا۔ت) جلد دوم ص ۷۲-۷۳

؎۲ معمولات مظہری۔ ص ۴۳

؎۳ نیز مرآۃ الاصطلاح ص ۴۵ ب Observation etc. 11, W. 357-73

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گرفتار ہو جائے۔[1]

ہندوستان میں قدیم زمانے سے بنگال کے جادوگر بڑے مشہور تھے۔[2] بیدمشک نامی ایک درخت کے پتوں کو جھاڑ پھونک اور دفع سحر و افسوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔[3]

شادی بیاہ کے موقعوں پر اوہام پرستی

شادی بیاہ کے موقعوں پر قسم قسم کے اوہام پر عمل کیا جاتا تھا۔ اور آج بھی ان کی ادائیگی لوازم میں سے ہے۔ مثلاً نوشہ کے مکان کی باہری دیواروں پر عقائدِ باطلہ کے تحت تیل یا چونے سے کچھ نشانات بنائے جاتے تھے[4] موسل سے ناڑا باندھا جاتا تھا۔[5] ان کے علاوہ ایسی بہت سی رسمیں تھیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور ہندوستانی ماحول کے زیرِ اثر مسلمانوں میں مروج تھیں۔ ان رسموں کا شادی بیاہ کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔[6] برات کی روانگی سے ماقبل ٹوٹکے کئے جاتے تھے۔ رشتے کی بات چیت شروع ہونے سے پہلے لڑکے کا باپ شگون نکلواتا تھا۔ اہلیہ میر حسن کا بیان ہے کہ کاغذ کے کئی پرزے کاٹے جاتے تھے۔ اور ان میں سے نصف پرزوں میں "ہونا" اور بقیہ نصف پر "نہ ہونا" لکھ دیا جاتا تھا۔ ان تمام پرزوں کو خلط ملط کر دیا جاتا تھا۔ اور جا، نماز کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔[7]

---

[1] برائے تفصیل ملاحظہ ہو "ہفت تماشا" (ا۔ت)، ص ۸۲-۸۳۔ [2] خلاصۃ التواریخ ص ۴۸۔ [3] میراۃ الاصطلاح ص ۴۴ ب۔ ۵۴ الف [4] تقویۃ الایمان (از مولانا اسماعیل شہید) ص ۷۷ [5] اس رسم کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے۔ ناڑا: بہت سے نیلے اور سرخ رنگوں کے دھاگوں کو ملا کر بٹ کر بنایا جاتا تھا۔ اور موسل لکڑی کا بنا ہوا دھان کوٹنے کا آلہ ہوتا ہے جس سے کوٹ کر دھان سے چاول الگ کرتے ہیں۔ یہ رسم بنیادی طور سے ہندوانہ تھی۔ Observation etc. 1, P. 392

[6] برائے تفصیل مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی (نول کشور ۱۹۴۵) ص ۱۲۷ [7] Observation etc. 1, PP 352-354 نیز قانون اسلام (انگریزی)، ص ۸۴ - ۸۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لگن دھرنے، برات کی روانگی اور نکاح کے لئے ساعت سعید کا بڑا دھیان رکھا جاتا تھا[۱]
اگر شادی کے بعد یا اسی زمانے میں کوئی حادثہ پیش آجاتا تو اس کی وجہ ساعت بد میں رشتہ کرنے
کی وجہ سمجھا جاتا تھا۔ حضرت امام قاسم کی شادی کے موقع پر جو حادثات پیش آئے اس کی وجہ
سودا نے بدشگونی بتایا ہے۔

یا سہ ستم تو یہ سنو چرخ کہن کا ٹھانا ہے عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا
بجوگ یہ کچھ باندھا ہے دولہا نے دلہن کا جو تار کفن کا ہے سو ڈورا ہے لگن کا[۲]

اسی طرح بابا فرید کے پوڑہ کا بالخصوص بڑا اہتمام کیا جاتا تھا۔ بقول مرزا قتیل " اگر کوئی چاہے کہ
شادی میں بابا فرید کا پوڑا نہ ہو تو ممکن نہیں کہ اس کی بات اثر کر جائے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہندوستان
میں شادی عورتوں کے اختیار میں ہوتی ہے۔ اور عورتیں اگر وہ چیزیں جو شادی بیاہ کے لوازم میں سے
ہیں، شادی میں نہ پائیں تو ملول و کبیدہ خاطر ہو جاتی ہیں۔ اور شادی کو مبارک نہیں سمجھتی ہیں۔....
اب یہ رسم ہر گھر میں رائج ہو گئی ہے۔ اگر کوئی شخص اسے توڑتا ہے تو عورتوں کو بدشگونی کے خیال سے
ساری رات نیند نہیں آتی اور اس قسم کی شادی کو بہت برا اور منحوس خیال کرتی ہیں۔ اور شادی
کے بعد جو کچھ مثلاً دردِ سر، دردِ شکم، داماد کی قوت باہ میں فساد اور اولاد کی موت یا دولہا دلہن
کی موت سامنے آتی ہے۔ اس کو اس رسم کے توڑنے کے سبب سے سمجھتی ہیں۔ عورتوں کے نزدیک
جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ رسومات کا ترک کرنا ہوتا ہے۔"[۳]

نشا اتارنا یا نچھاور کرنا	نظرِ بد اور غیر متوقع مصائب اور بلاؤں سے محفوظ،....

[۱] کلیات سودا۔ جلد دوم ص ۱۴۳-۱۴۶، ۱۴۰، ۱۹۰، ۳۰۸، ۲۹۶

[۲] ایضاً ص ۱۴۳

[۳] ہفت تماشا ص ۱۴۱-۱۴۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھنے کی غرض سے نثار اتارنے کا رواج تھا۔ مثلاً جب نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے مراسم ادا ہوتے تھے۔ یا وہ کسی مہم کو فتح کر کے بخیر و عافیت واپس آتا تھا تو اس موقع پر نثار اتار کر وہ رقم غربا اور مساکین میں تقسیم کر دی جاتی تھی۔

اورنگ زیب کی تخت نشینی کے جشن کے موقع پر یہ رسم عمل میں آئی تھی۔ محمد ساقی مستعد خاں کا بیان ہے۔ "بے شمار روپے اور اشرفیاں بادشاہ پر نچھاور کی گئیں۔ اہل استحقاق کو انعام و اکرام عطا ہوا[1]۔ سید عبداللہ خاں[2] کے مقابلہ میں فتح مند ہو کر جب محمد شاہ بادشاہ شاہی محل میں داخل ہوا تو مستورات نے دروازہ پر اس کا خیر مقدم کیا، مبارکباد دی اور روپوں سے بھری تھالیں اس کے سر پر وار کر وہ روپیہ غربا میں بانٹ دیا گیا[3]۔

شاہ عالم ثانی نے اپنے مخصوص شاعرانہ انداز میں اپنے بارہویں تخت نشینی کے جشن کے موقع پر ذیل کے شعر میں اس رسم کا ذکر کیا ہے

حضرت رسول مقبول کی نیابت کیجئے اور دیجئے وار وار ہیرا موتی لال
شاہِ عالم بادشاہ تم کو مبارک ہوں جشن ہزاروں ایسے جیسے بارواں سال[4]

اسی طرح دیگر موقعوں پر بھی یہ رسم ادا ہوتی تھی۔ مثلاً جب دلہن کو ڈولی میں سوار کر دیا جاتا تھا اور کہار ڈولی اٹھا کر سوار ہوتے تھے تو اس موقع پر دولہا کے گھر والے پالکی یا ڈولی پر زر نثار کرتے چلتے تھے۔

چلے لے کے چنڈول جس دم کہار کیا دو طرف سے زر اس پر نثار[5]

(باقی آئندہ)

---

[1] مآثر عالمگیری۔ (ا۔ ت) ص ۴۱۔ [2] برائے سوانحمری ملاحظہ ہو مآثر الامرا (فارسی) جلد سوم ص ۱۲۵۔ ۱۴۰

[3] سیر المتاخرین (ا۔ ت) جلد دوم ص ۶۹۔ [4] نادرات شاہی ص ۸۲۔ [5] مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۲۸

کرے ہے رخ پہ ترے مہ طباق زر کو نثار دکابی سیم کی ہی مہر ہر سحر وارے

دیوان جہاندار (مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی، لاہور، ۱۹۶۶ء) ص ۱۳۳

© rasailojaraid.com